بھارتی سیکولرازم کا چہرہ: مسلمان اکثریتی فرقہ ہیں

بھارت میں ہندو اقلیتی فرقہ ہیں

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ایکٹ منسوخ کردیا گیا

الہ آباد ہائی کورٹ نے اپنے فیصلے کے ذریعے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی مسلم اقلیتی تعلیمی ادارے کی حیثیت کو منسوخ کردیا ہے عدالت عالیہ نے اپنے فیصلے میں لکھا ہے کہ علی گڑھ یونیورسٹی آئین کی دفعہ ۳۰ کے تحت مسلم اقلیتی یونیورسٹی کہلانے کی مستحق نہیں لہٰذا علی گڑھ یونیورسٹی کی پچاس فی صد نشستوں کو مسلمان طالب علموں کے لیے مخصوص کرنے کا قانون آئین میں دیئے گئے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ جسے منسوخ کیا جاتا ہے۔ ایم اے او کالج کو ۱۹۲۰ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں تبدیل کردیا گیا تھا ۱۹۸۱ء میں اندرا گاندھی کے دورحکومت میں بھارتی لوک سبھا نے علی گڑھ یونیورسٹی ایکٹ منظور کیا جس کے نتیجے میں ۵۰ فی صد نشستیں مسلمانوں کے لیے مختص کردی گئیں لیکن اس ایکٹ کو آئین کے خلاف تصور کرتے ہوئے عدالت میں چیلنج گیا تھا۔

عدالت عالیہ الہ آباد نے اپنے فیصلے کی بنیاد سپریم کورٹ کے اس فیصلے پر رکھی جو عزیز پاشا بنام یونین اف انڈیا کے تاریخی مقدمے میں دیا گیا تھا عدالت عظمی کا یہ فیصلہ دو سوالات سے بحث کرتا ہے پہلا سوال یہ کہ آیا مسلمان ہندوؤں کے مقابلے میں کیا بھارت میں ایک مذہبی اقلیت ہیں کیوں کہ ہندوؤں کو مذہبی اکثریت کا حامل سمجھا جاتا ہے۔

"Are Muslims in India a religious minority in contradiction to Hindus who are considered a majority community".

دوسرا سوال یہ تھا کہ کیا سرسید احمد خان علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے بانی تھے

Was sir Syed A Khan the founder of Aligarh Muslim

Composed by Sajida

E:/Mr Khalid-2-2005/Bharti Secular.inp/21-12-2005

University.

عدالت عظمی نے پہلے سوال پر غور وفکر کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا کہ کسی گروہ کے مذہبی تشخص کا انحصار دو امور پر ہے اول یہ کہ کسی مافوق الفطرت ہستی پر یقین عقیدہ دوم سماجی تعلقات کا کثیر الجہات نظام۔ ان اصولوں کی بنیاد پر جب ہم مسلم اقلیت کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ مسلمانوں کے تمام گروہوں میں مافوق الفطرت ہستی کا عقیدہ متحد اور مشترک ہے اور کوئی گروہ اس عقیدے میں متفرق نہیں اس کے برعکس ہندو طبقاتی و نسلی نظام میں تقسیم ہیں اور ہر cast اور sct محدود اقلیت کے طور پر موجود ہے لہٰذا ہندوستان میں مسلمان Homogenous community ہیں جبکہ ہندو اس صفت سے عاری ہیں اس منطق کے تحت مسلمان بھارت میں اکثریتی فرقہ ہیں جبکہ ہندو جو بے شمار گروہوں میں منقسم ہیں ایک اقلیتی فرقہ ہیں چوں کہ مسلمان ایک اکثریتی فرقہ ہیں لہٰذا وہ آئین کی دفعہ ۳۰ کے تحت اقلیتی فرقوں کو دیے گئے تحفظ کا فائدہ اٹھانے کے حق دار نہیں ہیں۔

جہاں تک دوسرے سوال کا تعلق ہے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کو لوک سبھا کے قانون کے تحت یونیورسٹی میں تبدیل کیا گیا۔ پارلیمنٹ پورے ملک کی نمائندگی کرتی ہے عدالت اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ نہ تو مسلمان اقلیتی فرقہ ہیں نہ ہی انھوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی بنائی لہٰذا علی گڑھ یونیورسٹی مسلم اقلیتی تعلیمی ادارہ کہلانے کا مستحق نہیں لہٰذا اس ادارے میں مسلمانوں کے لیے پچاس فی صد نشستیں مختص کرنے کا قانون آئین کی خلاف ورزی ہے۔

As for the first question the Supreme Court held that hte religious identity of a community is based on two ingredients-one, belief in some supernatural power and two the multi-dimensional system of social relations. About Muslims, the court concluded, their beliefs are common and quite homogenous whereas Hindus are divided along caste system and sectarian lines and hence every caste and sect is in a minority.

Thus, the judges of the Supreme Court declared that while the Muslims in India are a homogenous community, the Hindus are not. According to this logic, the Muslims are a majority community and the Hindus, since they consist of several communities, are a minority. So since Muslims are a majority group, according to this logic, they cannot enjoy a minority stauts as stipulated in Article 30 of the consititution.

And for the second question if it was Sir Syed Ahmad Khan who had

established the Aligarh Muslim University the court observed that the MAO College was transformed into a univiersity through an act of parliment and that parliment represented the whole country. As such the court arrived at the conclusion that neither the Muslims were a minority community nor did they establish the AMU and hence the latter is not a minority institution under the Indian consitution and that the 50 per cent quota for the Muslims is unconstitutional.

عدالت عظمیٰ بھارت کی یہ منطق تاریخی علمی و تحقیقی طور پر نا قابل قبول، نہایت مضحکہ خیز اور تاریخی حقائق کے انکار پر مبنی ہے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مسلمان ہندوستان میں اقلیت ہیں اور مختلف گروہوں میں منقسم ہیں یہ درست ہے کہ ان گروہوں میں بے شمار مذہبی نظریات یکساں ہیں لیکن بعض امور میں یہ فرقے ایک دوسرے سے منفرد ہیں یہی حال ہندو فرقوں کا ہے لہٰذا مسلمانوں کے فرقوں کو Homogenious قرار دے کر انھیں اکثریتی فرقہ قرار دینا محض سیکولرازم کا ہی کمال ہے عدالت عظمیٰ نے ایک بے بنیاد فیصلہ کر کے ہندوستان کے تمام مکاتب فکر کے مورخین کی صدیوں پر مشتمل تحقیق کو رد کر کے ایک طوفان کھڑا کر دیا ہے۔

بھارت میں اس فیصلے پر شدید احتجاج ہو رہا ہے اصغر علی انجینئر جیسے سیکولر مفکرین بھی اس فیصلے پر شدید حیرت کا اظہار کر رہے ہیں اپنے ایک مضمون میں اصغر علی انجینئر نے حکومت ہند سے مطالبہ کیا ہے کہ پارلیمنٹ کے نئے قانون کے تحت علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے تاریخی ثقافتی ورثے کا تحفظ کیا جائے لیکن اس مطالبے کے ساتھ ساتھ اصغر علی انجینئر نے بھارت کے مسلمانوں کو ایک زبردست چرکا بھی لگایا ہے ان کے خیال میں ''بھارتی مسلمانوں کی اکثریت نچلے درجے کے ہندوؤں پر مشتمل ہے۔ جنھوں نے اسلام قبول کرلیا ان کے مابین اس طرح کے تضادات نہیں تھے جس طرح ہندو ذاتوں میں تھے مسلمان رہنماؤں اور کارکنوں کی اکثریت انہی نچلے درجے کے لوگوں پر مشتمل ہے جو اقلیتوں کے لیے مختص فوائد سے فیض یاب ہونا چاہتے ہیں اصغر علی انجینئر کی خواہش ہے کہ علی گڑھ کی نشستیں Low cast Muslims کے لیے مختص کی جائیں اس کی دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ ہندوستان میں مسلمان کی نوے فی صد تعداد دلت ہے بمشکل دس فی صد مسلمان اشرافیہ سے تعلق رکھتے ہیں یہ دس فی صد اشرافیہ ۱۹۴۷ء میں سنہرے مستقبل کی تلاش کے لیے پاکستان ہجرت کر چکی ہے اور ہندوستان میں صرف کچلے پسے ہوئے، پسماندہ، درماندہ، غریب اور کنگلے مسلم طبقات رہ گئے جنھیں عموماً کمین ذاتیں کہا جاتا ہے ان کمینی ذاتوں نے ہجرت کا فیصلہ نہیں کیا اور اپنی جائے پیدائش چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوئے لہٰذا یہ کمین ذاتیں ان فوائد کی حقدار ہیں جو کہ آئین کی فعہ ۳۰

کے تحت مذہبی اقلیتوں کو دیے گئے ہیں۔اصغر علی انجینئر کے کچھو کے انہی کی زبان میں پڑھیے:

Indian Muslims, most of whom were, in fact, converts from low caste Hindus, had retained their caste identites although untouchablility was not as severe among them as it was among Hindus. Many Muslim leaders and activists belonging to lower castes are now engaged in efforts to avail the benefits of reservations on caste basis.

It is strange that the left, which has always been sympathetic to the plight of the Muslim minority, favours abolition of the religiousbased reservations instead of using its influence to ensure their availability to low-caste Muslims.

The fact is that an overwhelming majority of the Muslims in India belongs to the dalit categories Hardly 10 per cent of the Muslims constitute the Ashraf category. Most of the latter had already migrated to Pakistan in 1947 in search of greener pastures and it is the poor and backward caste Muslims formerly known as *Kameen zatain* (i.e. low caste Muslims) who decided not to migrate and remained in the country of their birth. They deserve the benefits that come with reservations to have a better life.

اصغر علی انجینئر نے ایک ہی سانس میں ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو کمین ذاتوں پر مشتمل قرار دیا ہے مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ اور آزادی کے بے شمار مسلم رہنماؤں کی روحوں کو اس بیان سے جو تکلیف پہنچی ہوگی اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے یہ بھارت کا اصل چہرہ ہے اسی کا نام سیکولرازم ہے متحدہ قومیت کے علمبردار مخلص اور مجاہد علماء کو اپنی اجتہادی غلطی کا احساس پچاس برس بعد ہوگیا ہوگا۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ علیحدہ قومیت کے حامی ان علماء کو بھی اپنی غلطیوں کا احساس کرنا چاہیے، جنھوں نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر مطالبہ پاکستان کی تحریک میں حصہ لیا اور جیسے ہی ۱۴/اگست کو دارالاسلام پاکستان بنا اس کے دروازے گیارہ ستمبر ۱۹۴۷ء کو یہ کہہ کر بند کر دیے گئے کہ مسلمان وہاں رہیں ہندو یہاں رہیں نہ ہندو ہندو ہے نہ مسلمان مسلمان پھر ۱۹۵۰ء میں سرحدیں بھی مسلمانوں کے لیے بند کر دی گئیں۔ فقہ کی کس کتب میں کس فقیہہ نے دارالاسلام کے دروازے مسلمانوں پر بند کرنے کا فتویٰ دیا تھا۔افسوس یہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں پر یہ دروازے بند ہیں۔